سود

اور اس سے بچنے کا طریقہ

تالیف : الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین (رحمہ اللہ)

شرح

ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ)

دورات شرعیہ - 13

26 & 27 Jamad'-ul-Awwal 1440 | 1 & 2 February 2019

www.ashabulhadith.com

سود اور اس سے بچنے کا طریقہ

مقدمہ

حمد وثناء اور درود

چند اہم باتیں:

۱ جن وانس کی تخلیق کی حکمت:

۲ عبادت کا معنی اور حقیقت:

۳ اللہ تعالی (اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم کے سامنے مؤمن کا طرز عمل:

۴ اللہ تعالی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے راضی ناہونے کا حکم:

۵ سب سے بڑی گمراہی :

٦ اللہ تعالی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اتباع عبادات اور معاملات سب کو شامل ہے:

۷ (تمام امور میں) اللہ تعالی اور اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف رجوع کرنا فرض ہے:

٨ قرآن و سنت میں عبادات و معاملات کے احکام مکمل تفصیلات کے ساتھ موجود ہے ہیں:

٩ ان احکام میں خرید و فروخت کے احکام و مسائل بھی شامل ہیں:

١٠ سود کا حکم:

١١ سود کے متعلق سخت وعید:

۱۲ سودی مال (کن چیزوں میں سود جاری ہوتا ہے؟):

۱۳ سودی مال میں سود جاری ہونے کی کیفیت :

۱۴ سود کی قسمیں:

15 سود کی قسموں کے حکم میں اختلاف (کی حقیقت):

(دوسری) فصل

(خلاصہ - سود کی مختلف صورتیں)

سونے، چاندی، گیہوں، جو، کھجور اور نمک میں سود کی مختلف صورتیں:

(تیسری) فصل

نوٹوں کا حکم (اور حقیقت)

نوٹوں کے حکم کے متعلق علماء کے اقوال:

پہلا قول: نوٹ اسنادی دستاویز ہیں جیسے قرضدار کو لکھ کر دیا جاتا ہے۔ یہ قول حقیقت سے دور ہے۔

اس قول میں مشکلیں: یہ حقیقت سے دور ہے کیونکہ نوٹوں کے ساتھ معاملات کرنے والا اسے ایسا نہیں سمجھتا ہے اور شرعا بھی غلط ہے کیونکہ قرض کا بیچنا قرضدار کے علاوہ جمہور اہل علم کے نزدیک جائز نہیں، اور جو قول جواز کا ہے اس میں ایسے شروط ہیں جو بہت کم پورے ہوتے ہیں۔

دوسرا قول: نوٹ تجارتی سامان ہیں۔ یہ قول بھی حقیقت سے دور ہے۔

اس قول سے کیا لازم آتا ہے :

پہلی چیز: زکاۃ کا نہ ہونا:

دوسری چیز: اس میں ربا کی دونوں قسمیں آجانا۔

تیسرا قول: ان نوٹوں کی رقم اور قیمت (ریٹ) ہے اور اس کا حکم اسی چیز کے حکم میں ہو گا جس میں اس کا تبادلہ کیا جائے گا۔ جیسے اگر اسے چاندی کے درہم سے بدلہ جائے گا تو اس کا حکم چاندی کا ہو گا اور اگر اسے سونے کے بدلے لیا جائے گا تو اس کا حکم سونے کا ہو گا۔ کیونکہ ان نوٹوں کی (جو کاغذ ہیں) خود کی قیمت وہاں تک نہیں پہنچتی جتنی اس کے صادر کرنے والے نے دی ہے۔

اسی لئے اس میں زکاۃ ہے اگر وہ نصاب تک پہنچ جائے اور اس میں سود بھی جاری ہوتا ہے۔ اگر اسی جنس میں تبادلہ کیا جائے تو اس میں ربا الفضل اور ربا النسیہ دونوں جاری ہو گا اور اگر دوسری جنس میں تبادلہ کیا جائے تو اس میں صرف ربا النسیہ جاری ہو گا۔

اس قول میں چند مشکلیں ہیں:

اس میں لوگوں کے لئے مشقت ہے۔

اس میں ان چیزوں کو لازم کرنا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں۔

چوتھا قول: ان نوٹوں کی رقم ہیں اور ان کی قیمتوں کو سونے اور چاندی کی قیمتوں کے ساتھ شامل کیا جائیگا تمام احکام میں اس قول کا حق سے قریب ہونا۔

شیخ محمد رشید رضا کا فتویٰ:

شیخ عبد الرحمن السعدي کا فتویٰ:

(چوتھی)فصل

۱ سودی معاملات میں لوگوں کی قسمیں:

پہلی قسم: اللہ نے جنہیں ہدایت دی:

دوسری قسم: کھل کر سودی معاملات کرنے والے:

تیسری قسم: حیلہ کرنے والے:

۲ وہ چیزیں جو تیسری قسم کے لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں:

۳ وہ چیزیں جو دوسری قسم کے لوگوں میں پھیلی ہوئی ہیں

بینک کے سودی معاملات اور اس کی دو قسمیں:

مجمع الفقہ الاسلامی کا فیصلہ اور قرارداد

سود سے بچنے کے بعض (اہم) طریقے:

1 مضاربت:

2 صعنت کاری:

3 بری، سمندری یا ہوائی اسطول :

4 گودام (Warehouses) :

5 امپورٹ،اکسپورٹ :

6 زراعت:

ان چھ طریقوں کے علاوہ اور بھی طریقے ہو سکتے ہیں۔

کتاب ختم ہوئی

والحمد لله وحده و صلى الله على سيدنا محمد و على آله و أصحابه و أزواجه و ذريته أجمعين وسلم تسليما كثيرا

بسم الله الرحمن الرحيم

سود اور اس کی مختلف صورتیں

حکم الربا (سود کا حکم)

سود قرآن، سنت اور اجماع سے حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لا يَقُومُونَ إلا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ فَأُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ * يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ *

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ * فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لا تَظْلِمُونَ وَلا تُظْلَمُونَ *

اور نبی ﷺ نے فرمایا:

لعن الله آكل الربا و موكله و شاهديه و كاتبه . و قال : ما ظهر في قوم الربا و الزنا إلا أحلوا بأنفسهم عقاب الله عز و جل (رواه أحمد: ٣٨٠٩ عن عبد الله بن مسعود)

و في مسلم عن جابر قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم : لعن الله آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه و قال : هم سواء(رواه مسلم: ١٥٩٧)

و في رواية : الربا سبعون حوبا , أيسرها أن ينكح الرجل أمه (رواه ابن ماجه)

جاء في فتاوى الجنة الدائمة ج 15 ص 51

(الربا حرام بالكتاب والسنة والإجماع . . . والعمل بالبنوك التي تتعامل بالربا حرام . . . وتقرير الحكومة له أو

ترخيصها بفتح البنوك وإنشائها أو السكوت عن ذلك لا يبيح للمسلم التعامل بالربا ، ولا يبيح له العمل فيها ؛ لأنها ليس لها سلطة التشريع ، إنما التشريع إلى الله وحده في كتابه العزيز ، أو وحيه إلى رسوله صلى الله عليه وسلم) اهـ

سود حرام ہے کتاب وسنت اور امت کے اجماع سے۔۔۔اور جو بینک سودی معاملات کرتے ہیں ان میں کام کرنا بھی حرام ہے۔۔۔ حکومت کا اس کو مقرر کرنا یا بینکوں کو کھولنے کے لئے اجازت دینا یا اسے شروع کرانا یا اس پر خاموش رہنے سے مسلمانوں کے لئے سودی معاملات جائز نہیں ہو جائے گا اور نہ ہی اس سے ان کا وہاں عمل کرنا جائز ہو گا، کیونکہ اس کا شریعت سازی میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ بلکہ شریعت بنانے کا اختیار تو صرف اللہ اکیلے کے لئے ہے جو اس نے اپنی کتاب یا اپنی وحی کے ذریعے اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر نازل کیا۔

وجاء فيها ج15 ص 55 أيضاً

(العمل في البنوك التي تتعامل بالربا حرام سواء كانت في دولة إسلامية أو دولة كافرة ، لما فيه من التعاون معها على الإثم والعدوان الذي نهى الله سبحانه وتعالى عنه بقولهم : (وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) المائدة /2.) اهـ.

وقال الشيخ ابن باز بعد أن ذكر بعض الأدلة من الكتاب والسنة على تحريم الربا:

(فهذه بعض الأدلة من كتاب الله وسنة رسوله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تبين تحريم الربا وخطره على الفرد والأمة ، وأن من تعامل به وتعاطاه فقد أصبح محارباً لله ورسوله . فنصيحتي لكل مسلم أن يكتفي بما أباح الله ورسوله وأن يكف عما حرمه الله ورسوله . ففيما أباح الله كفاية وغنى عما حرم الله وألا يغتر بكثرة بنوك الربا وانتشار معاملاتها في كل مكان ، فإن كثيراً من الناس أصبح لا يهتم بأحكام الإسلام ، وإنما يهتم بما در عليه المال من أي طريق كان وما ذلك إلا لضعف الإيمان وقلة الخوف من الله عز وجل وغلبة حب الدنيا على القلوب نسأل الله السلامة) اهـ . مجلة البحوث الإسلامية. (6/310)

مستقل فتویٰ کمیٹی کے فتویٰ میں ہے کہ:

(کتاب وسنت اور اجماع کے ساتھ سود حرام ہے.... اور سودی لین دین کرنے والے بنکوں کے ساتھ معاملات کرنے بھی حرام ہیں.... اور حکومت کا اسے برقرار رکھنا اور بنک کھولنے اور قائم کرنے کے لائسنس جاری کرنا، یا اس پر خاموشی اختیار کرنا مسلمان شخص کے لیے سودی لین

دین کرنا جائز قرار نہیں دیتا، اور نہ ہی اس کے لیے یہ جائز ہو جاتا ہے کہ وہ ان بنکوں میں کام کرے، کیونکہ حکومت کو تشریع اور قانون بنانے کا حق نہیں، بلکہ شریعت اور قانون بنانا صرف اللہ وحدہ لا شریک کا اس کی کتاب عزیز میں حق ہے یا پھر اللہ تعالی کی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم طرف وحی ہے). اھ- دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (جلد ۱۵ ص ۵۵)

اور کمیٹی کے ایک دوسرے فتوی میں ہے:

(سودی لین دین کرنے والے بنکوں میں کام کرنا حرام ہے، چاہے وہ کسی اسلامی ملک میں ہوں یا کافر ملک میں، کیونکہ ایسا کرنے میں اس بنک کے ساتھ گناہ اور ظلم وزیادتی میں تعاون ہے جس سے اللہ تعالی نے اپنے مندرجہ ذیل فرمان میں منع فرمایا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلا تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور تم نیکی اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم وزیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو (سورۃ المائدۃ:۲) دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء. (15 / 55)

اور شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالی نے سود کی حرمت پر کتاب وسنت میں سے کچھ دلائل ذکر کرنے کے بعد کہا ہے کہ:

(کتاب وسنت میں سے یہ بعض دلائل ہیں جو سود کی حرمت اور فرد اور امت پر سود کے خطرات بیان کرتے ہیں، اور یہ کہ جس شخص نے بھی سودی لین دین کیا اور اس میں برابر شریک رہا وہ اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے لگا، لہذا میری ہر مسلمان شخص کو نصیحت ہے کہ:

اسے اسی پر اکتفا کرنا چاہیے جو اللہ تعالی نے اس کے لیے حلال اور مباح کر رکھا ہے، اور اسے اللہ تعالی کے حرام کردہ سے اجتناب کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالی کی مباح اور جائز کردہ میں ہی اللہ کی حرام کردہ اشیاء سے کفایت اور بے پرواہی ہے، اور مسلمان شخص کو چاہیے کہ وہ سودی بنکوں کی کثرت اور ان کے زیادہ ہونے اور ہر جگہ ان کے لین دین اور معاملات پھیل جانے سے دھوکہ میں نہ آجائے، کیونکہ بہت سے لوگ اسلامی احکام کا اہتمام نہیں کرتے، بلکہ وہ ان کا اہتمام اور ہم وغم مال جمع کرنا ہے چاہے وہ کسی بھی طریقہ سے ہو، اور اس کا سبب اور وجہ ایمان کی کمزوری اور اللہ تعالی سے ڈر میں کمی اور دلوں میں دنیا کی محبت کا غلبہ پیدا ہونا ہے، ہم اللہ تعالی سے سلامتی کی دعا کرتے ہیں) اھ-

دیکھیں: مجلۃ البحوث الاسلامیۃ. (6 / 310)

"القاعدة الثانية : فى العقود حلالها وحرامها : والأصل فى ذلك أن الله حرم فى كتابه أكل أموالنا بيننا بالباطل ، وذم الأحبار والرهبان الذين يأكلون أموال الناس بالباطل ، وذم اليهود على أخذهم الربا وقد نهوا عنه وأكلهم أموال الناس بالباطل ، وهذا يعم كل ما يؤكل بالباطل فى المعاوضات والتبرعات ، وما يؤخذ بغير رضا المستحق والاستحقاق.

وأكل المال بالباطل فى المعاوضة نوعان ذكرهما الله في كتابه هما : الربا ، والميسر.

فذكر تحريم الربا الذي هو ضد الصدقة في آخر سورة البقرة وسورة آل عمران والروم وذم اليهود عليه في سورة النساء . وذكر تحريم الميسر في سورة المائدة .

ثم إن رسول الله صلى الله عليه وسلم فَصَّل ما جمعه الله في كتابه : فنهى صلى الله عليه وسلم عن بيع الغرر كما رواه مسلم وغيره عن أبي هريرة رضي الله عنه ، والغرر هو المجهول العاقبة ، يفضي إلى مفسدة الميسر التي هي إيقاع العداوة والبغضاء ، مع ما فيه من أكل المال بالباطل الذي هو نوع من الظلم ، ففي بيع الغرر ظلم وعداوة وبغضاء.

وأما الربا فتحريمه في القرآن أشد ، ولهذا قال تعالى : (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ . فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ) البقرة/278-279

وذكره النبي صلى الله عليه وسلم في الكبائر كما خرجاه في الصحيحين عن أبي هريرة رضي الله عنه ، وذكر الله أنه حرم على الذين هادوا طيباتٍ أُحلت لهم ، بظلمهم ، وصدهم عن سبيل الله ، وأخذهم الربا ، وأكلهم أموال الناس بالباطل ، وأخبر سبحانه أنه يمحق الربا كما يُربي الصدقات ، وكلاهما أمر مجرب عند الناس " انتهى

"مجموع الفتاوى ابن تيمية .(29/22) "

سئل علماء اللجنة الدائمة

المعاملة مع البنك هل هي ربا أم جائزة ؟ لأن فيه كثيراً من المواطنين يقترضون منها ؟

فأجابوا:

يحرم على المسلم أن يقترض من أحد ذهباً أو فضة أو ورقاً نقديّاً على أن يرد أكثر منه ، سواء كان المقرض بنكاً أم غيره ؛ لأنه ربا ، وهو من أكبر الكبائر ، ومن تعامل هذا التعامل من البنوك فهو بنك ربوي. "فتاوى إسلامية / 2) 412) .

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء سے سوال کیا گیا:

کیا بینک کے ساتھ لین دین کرنا سود ہے یا کہ جائز؟ کیونکہ بہت سے شہری بنک سے قرض حاصل کر رہے ہیں؟

www.ashabulhadith.com

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

"مسلمان شخص کے لیے کسی سے بھی سونا یا چاندی یا نقدر قم اس شرط پر لینی حرام ہے کہ وہ اس سے زیادہ واپس کریگا، چاہے قرض دینے والا بنک ہو یا کوئی اور؛ کیونکہ یہ سود ہے جو کہ کبیرہ گناہوں میں سے سب سے کبیرہ گناہ ہے، اور جو بنک بھی اس طرح کا لین دین کرتا ہے وہ سودی بنک ہے.

دیکھیں: فتاوی اسلامیۃ. (2 / 412)

سئل الشيخ ابن عثيمين رحمه الله : عن موظف يعمل بشركة تتعامل مع البنوك وتقترض منهم بالربا ، وتعطي الموظفين الرواتب من تلك القروض الربوية

فأجاب : "هل هذا الموظف يكتب العقود التي بين الشركة وبين البنوك؟

السائل: لا يكتب ، بل هو أنا يا شيخ! (أي هو الموظف المسئول عنه).

الشيخ: إذاً: أنت الآن لا تكتب الربا ولا تشهد عليه، ولا تأخذه ولا تعطيه ، فلا أرى في هذا شيئاً، ما دام عملك سليماً فيما بينك وبين الشركة، فوِزْر الشركة على نفسها .

إذا لم تكن تذهب إلى البنوك ولا توقع على معاملة البنوك فلا شيء عليك .

فالمؤسسة هذه -أولاً- لم تُبنَ للربا، وليست مثل البنك الذي نقول: لا تتوظف فيه ، فهي لم تؤسس للربا .

ثانياً: إنك لم تباشر الربا لا كتابةً ولا شهادةً ولا خدمةً، عملك منفصل عن الربا " انتهى من "لقاء الباب المفتوح " (59/15).

سئلت اللجنة الدائمة عن حكم الإسلام في أخذ قرض من البنك بالربا لبناء بيت متواضع ؟

فأجابت:

يحرم أخذ قرض من البنوك وغيرها بربا سواء كان أخذ القرض للبناء أو للاستهلاك في طعام أو كسوة أو مصاريف علاج ، أم كان أخذه للتجارة به وكسب بمائه ، أم غير ذلك ، لعموم آيات النهي عن الربا ، وعموم الأحاديث الدالة على تحريمه ، كما إنه لا يجوز إيداع مال في البنوك ونحوها بالربا.

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم

فتاوى اللجنة الدائمة(13/385)

رہائش کے لیے سادہ سا مکان بنانے کے لیے بنک سے سودی قرض حاصل کرنے میں اسلامی حکم کیا ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

بنک وغیرہ سے سود پر قرض حاصل کرنا حرام ہے، چاہے وہ قرض گھر وغیرہ کی تعمیر کے لیے ہو یا پھر کھانے پینے اور اخراجات اور لباس یا علاج معالجہ کے لیے ہو، یا پھر تجارت اور کمائی کے لیے یا کسی اور مقصد کے لیے حاصل کیا جائے سب برابر ہے.

اس کی دلیل سود سے منع کرنے والی آیات کا عموم ہے، اور جن احادیث میں اس کی حرمت بیان ہوئی ہے اس کا عموم بھی اسی پر دلالت کرتا ہے.

اور اسی طرح بنک وغیرہ میں سود پر مال رکھنا بھی جائز نہیں.

اللہ تعالی ہی توفیق بخشنے والا ہے اور اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور ان کے صحابہ کرام پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے.

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء. (13 / 385)

کیا اسلامی بینکوں سے شئیر (حصص) خریدنا جائز ہے؟

"البنوك إذا أسست على ربا ، وتتعامل بالربا ، فلا تجوز المساهمة فيها ، لأن هذا من التعاون على الإثم والعدوان ، وقد نهى الله عنه بقوله : (وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ) " في "فتاوى اللجنة الدائمة (13/506) "انتهى.

وجاء فيها أيضاً: (13/507)

"تجوز المساهمة في البنوك التي لا تتعامل بالربا ، والربح الذي يحصل عليه المساهم من البنك ، وهو ناتج عن معاملة ليست بمحرمة لا شيء فيه ، فهو حلال " انتهى. وجاء فيها أيضاً: (13/508)

"المساهمة في البنوك أو الشركات التي تتعامل بالربا لا تجوز ، وإذا أراد المكتتب أن يتخلص من مساهمته الربوية فيبيع أسهمه بما تساوي في السوق ويأخذ رأس ماله الأصلي فقط ، والباقي ينفقه في وجوه البر ، ولا يحل له أن يأخذ شيئاً من فوائد أسهمه أو أرباحها الربوية ، أما إن كانت المساهمة في شركة لا تتعامل بالربا فأرباحها حلال " انتهى.

www.ashabulhadith.com

مستقل فتاوی کمیٹی کے فتاوی جات میں درج ذیل فتوی درج ہے:

"اگر بنک کی بنیاد ہی سود پر ہو اور وہ سودی لین دین کرتا ہو تو اس میں حصہ ڈالنا اور شراکت کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایسا کرنے میں ظلم و زیادتی اور برائی میں تعاون ہوتا ہے، اور اللہ سبحانہ وتعالی نے ایسا کرنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا ہے

وَلا تَعَاوَنُوا عَلَى الإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ

اور تم برائی اور ظلم و زیادتی میں ایک دوسرے کا تعاون مت کرو"

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء. (13 / 506)

اور ایک دوسرا فتوی کچھ اس طرح ہے:

سودی لین دین نہ کرنے والے بنکوں کے ساتھ شراکت کرنے جائز ہیں، اور ایسے لین دین کے نتیجہ میں جو حرام نہ ہو بنک سے شراکت دار کو دو منافع حاصل ہوگا اس میں کوئی حرج نہیں وہ حلال ہے" انتہی. دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء. (13 / 507)

اور ایک دوسرے فتوی میں درج ہے:

"جو بنک اور کمپنیاں سودی لین دین نہیں کرتے ان میں شراکت کرنا جائز ہے، اور جب شراکت دار اپنے سودی حصص سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہے تو وہ اپنے حصص مارکیٹ کے ریٹ کے مطابق فروخت کردے اور پھر اس میں سے صرف اپنا اصل مال اپنے پاس رکھے، اور باقی نیکی و بھلائی کے کاموں میں صرف کردے، اس کے لیے اپنے حصص کے فوائد، یا سودی نفع میں سے کچھ بھی اپنے پاس رکھنا جائز نہیں، لیکن اگر اس کی شراکت کسی ایسی کمپنی میں ہو جو سودی لین دین نہیں کرتی تو اس کا منافع حلال ہے" انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء. (13 / 507)

أحب شخص أن يقترض مالاً من أحد البنوك بدون فائدة لكون الفائدة تعتبر رباً ، ولكن أحد المسؤولين في ذلك البنك قال له : إذا كُنت تريد أن تبتعد عن الربا ، بإمكانك أن تأخذ منا مليوناً وبعد سنة إذا كان عندك مقدرة تعطينا مليونين ، مليون حقنا ، ومليون يبقى عندنا على مدار السنة مقابل السنة التي يبقى مليوننا عندك ، وبعد السنة تأخذ مليونك ، فهل هذا يعتبر رباً أم لا ؟ أفيدونا مأجورين

الحمد لله

هذا هو عين الربا ، هذا لا يجوز بكل حال لأن الغرض من القرض هو الإرفاق والمصلحة للمسلم ، فقد جاء عن ابن عباس رضي الله عنه أن القرض مرتين بمنزلة صدقة فإذا أقرضك البنك مليون ريال لمدة سنة وبعد مضي السنة ترد عليه المليون الذي اقترضته منه وتعطيه زيادة مليون يبقى عنده لمدة سنة في مقابل قرضه لك فهذا محرم باتفاق المسلمين ، فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : (كل قرض جر منفعة فهو ربا) أخرجه البغوي بهذا اللفظ ، فهو أقرضك مليون ريال واشترط أن تعطيه مليون زيادة على حقه من أجل أن يبيع فيه ويشتري فيختص بهذا الربح فهذا الشرط جر نفعاً فهو شرط باطل باتفاق المسلمين فما عليك يا أخي إلا أن تعطي البنك المليون الذي اقترضه فقط من غير أن تعطيه مليون آخر ينتفع به لمدة سنة ، فهذا لا يجوز باتفاق العلماء فليس للبنك إلا رد ماله فقط لأن الله يقول : (يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين ، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رءوس أموالكم لا تظلمون ولا تُظلمون) البقرة/278-279.

فتاوى سماحة الشيخ عبد الله بن حميد ص 185

ایک شخص نے کسی بینک سے بغیر فائدہ کے قرض حاصل کرنا چاہا کیونکہ فائدہ سود شمار ہوتا ہے، لیکن اس بنک کے ایک ذمہ دار نے اسے یہ کہا کہ: جب تم سود سے دور رہنا چاہتے ہو تو آپ کے لیے یہ ممکن ہے کہ ہم سے ایک ملین کی رقم لو اور اگر آپ کے پاس طاقت ہو تو دو ملین ہمیں دے دینا ایک ملین ہمارا حق اور باقی ایک ملین کی رقم ایک سال تک ہمارے ملین کے بدلے میں ایک برس تک ہمارے پاس رہے گا اور ایک برس بعد تم اپنا ملین واپس لے لینا، تو کیا یہ سود شمار ہو گا کہ نہیں؟ ہمیں تفصیلات فراہم کریں اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

الحمد للہ:

یہ بالکل اور بعینہ سود ہے، کسی بھی حالت میں یہ جائز نہیں، کیونکہ قرض کی غرض اور مقصد مسلمان شخص کی مصلحت اور اسے آسانی فراہم کرنا ہے، ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ:

"باشبہ صدقہ دوبار صدقہ کی جگہ ہے"

لہذا جب ایک برس کے لیے بنک آپ کو ایک ملین کی رقم دے تو ایک برس گزرنے کے بعد آپ قرض لیا ہوا ایک ملین واپس کریں اور اس قرض کے بدلے میں ایک ملین زیادہ دیں جو ان کے پاس ایک برس تک رہے، تو بالاتفاق مسلمانوں کے ہاں یہ حرام ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"ہر وہ قرض جو نفع لائے وہ سود ہے"

بغوی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے.

تو بنک نے آپ کو ایک ملین اس شرط پر دیا ہے کہ آپ اس کے حق سے زیادہ ایک ملین کی رقم دیں تا کہ وہ اس سے خرید و فروخت کر سکے، اور

اس سے حاصل ہونے والا نفع اس (بنک) کے لیے خاص ہو گا، تو اس شرط نے نفع کھینچا ہے، اور مسلمانوں کے اتفاق سے یہ شرط باطل ہے، لہذا میرے بھائی آپ صرف بنک کو ایک ملین کی ہی رقم ادا کریں جو آپ نے بطور قرض حاصل کی ہے، اور اسے ایک برس تک کے لیے ایک ملین کی زیادہ رقم بالکل نہ دیں، کیونکہ علماء کرام کے اتفاق سے ایسا کرنا جائز نہیں.

لہذا بنک کو صرف اس کی رقم ہی واپس کی جائیگی کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے:

اے ایمان والو! اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرو اور اگر تم مومن ہو تو جو سود باقی بچ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم ایسا نہیں کروگے تو پھر اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارے لیے تمہارے اصل مال ہیں، نہ تو تم ظلم کرو اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا (سورۃ البقرۃ:۲۷۸،۲۷۹)

أصحاب الحديث
ASHABULHADITH.COM

YouTube ashabulhadith

YouTube ashabulhadithclips

+966 547 030 234

AshabulHadith.com
علمی حلقہ
Study Circle

+966 501 793 200
+966 545 610 557

ashabulhadith

Dailymotion

www.ashabulhadith.com
free authentic Urdu lectures

AshabulHadith.com
علمی حلقہ
Study Circle

www.ashabulhadith.com